محمد وسیم اختر مفتی

بلال رضی اللہ عنہ

[''سیر وسوانح'' کے زیرعنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین
کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

(۲)

اب آپ نے بلال کو خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دینے کا حکم دیا۔ زبیر کہتے ہیں، اس کا مقصد مشرکین کو مرعوب کرنا تھا۔ ان میں سے اکثر اس وقت پہاڑوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ حارث بن ہشام اور صفوان بن امیہ نے دیکھا تو کہا، اس حبشی کو تو دیکھو۔ صفوان نے کہا، خدا کا شکر ہے کہ اس نے یہ دن دیکھنے سے پہلے ہی میرے والد کو اٹھا لیا۔ عکرمہ بن ابوجہل (یا ابوجہل کی بیٹی جویریہ) نے کہا، اللہ نے ابوالحکم (ابوجہل) کو عزت بخشی کہ اس غلام کو اذان دیتے دیکھنے کا موقع نہیں دیا۔ عتاب (یا خالد) بن اسید نے بھی ایسی ہی بات کہی۔ سہیل بن عمرو اور اس کے ساتھیوں نے اس موقع پر اپنے چہرے ڈھانپ لیے۔ بعد میں ان اصحاب میں سے اکثر نے اسلام قبول کر لیا۔

جنگ حنین ۸ھ کے موقع پر حضرت معاویہ نے ۱۰۰ اونٹ اور ۴۰ اوقیہ (۱۳۴ تولے) سونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کیے۔ سونا بلال نے تولا۔ حنین سے آپ جعرانہ آئے، بلال نے ہاتھ میں کپڑا پکڑ رکھا تھا جس میں چاندی تھی۔ آپ اس میں مٹھی بھرتے اور لوگوں میں بانٹتے جاتے۔

غزوۂ تبوک (۹ھ) کے موقع پر ابوموسیٰ اشعری اپنے ساتھیوں کے کہنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کے لیے اونٹ مانگنے گئے۔ آپ نے فرمایا، میں کوئی سواری مہیا نہ کروں گا۔ ابوموسیٰ رنجیدہ ہو کر لوٹے ہی تھے کہ بلال آ گئے اور ندا دی، رسول اکرم تمھیں بلا رہے ہیں۔ تب آپ نے انھیں ۶ اونٹ عطا کیے جو آپ نے اسی وقت

سعد سے خریدے تھے۔

۹ھ میں بنوتمیم کے سردار زبرقان بن بدر، قیس بن عاصم، عمرو بن اہتم اور اقرع بن حابس اپنے ان قیدیوں کو چھڑانے کے لیے مدینہ آئے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عیینہ بن بدر نے گرفتار کیے تھے۔ بلال ظہر کی اذان دے چکے تھے، مسجد میں اہل ایمان آپ کی آمد کے منتظر بیٹھے تھے۔ ان لوگوں نے جلد بازی کی اور حجرۂ مبارکہ کے باہر کھڑے ہو کر آپ کو آوازیں دینے لگے۔ اس موقع پر سورۂ حجرات کی آیات، اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔ وَ لَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ۔ بلاشبہ وہ لوگ جو حجروں کے باہر سے آپ کو آوازیں دیتے ہیں، ان میں سے اکثر عقل سے عاری ہیں۔ اگر یہ صبر کر لیتے یہاں تک کہ آپ باہر نکل آتے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا۔ (آیات: ۴، ۵)

حارث بن حسان علا بن حضرمی کی شکایت لے کر مدینہ پہنچے تو دیکھا کہ مسجد نبوی کھچا کھچ بھری ہوئی ہے اور بلال گلے میں تلوار لٹکائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے تھے۔ انھوں نے آپ سے درخواست کی کہ بنوتمیم اور بنوبکر کے جھگڑوں کو نمٹانے کے لیے دہنا کے مقام کو ان کے درمیان حد فاصل قرار دے دیں۔

۱۰ھ میں بنومحارب کا وفد مدینہ آیا، اسے رملہ بنت حارث کے گھر ٹھیرایا گیا۔ بلال صبح و شام انھیں کھانا پہنچاتے رہے۔ انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ بنوثقیف کا وفد مدینہ آ کر مشرف بہ اسلام ہوا تو رمضان (۱۰ھ) کا مہینہ تھا۔ بلال انھیں سحر و افطار کا کھانا پہنچاتے۔ وہ کہتے، فجر تو ہو چکی تو بلال جواب دیتے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سحری کرتے چھوڑ کر آیا ہوں۔ بلال طعام افطار لاتے تو بنوثقیف کے افراد کہتے، ابھی سورج پوری طرح غروب نہیں ہوا۔ وہ کہتے، میں آپ کے افطار کر لینے کے بعد تمھارے پاس آیا ہوں پھر خود بھی تھال میں ہاتھ ڈال کر ایک لقمہ لے لیتے۔

ابوامامہ باہلی حجۃ الوداع کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں، ۸ ذی الحجہ (یوم ترویہ) کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ پہنچے۔ بلال آپ کے ساتھ تھے، ان کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس پر وہ کپڑا تان کر دھوپ سے بچانے کے لیے آپ پر سایہ کیے ہوئے تھے۔ ۹ ذی الحجہ کو آپ نے میدان عرفات میں وقوف کیا، اہل ایمان کو پہلا خطبہ ارشاد کیا، بلال نے اذان دی تو دوسرا خطبہ شروع فرمایا۔ اس سے فارغ ہوئے تو بلال نے دوسری اذان دی۔ انھوں نے اقامت کہی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی، پھر اقامت کہی تو آپ نے عصر کی جماعت کرائی۔ دوسری روایت کے مطابق آپ نے ایک ہی خطبہ دیا اور اس کے فوراً بعد دونوں نمازیں متصلاً پڑھا دیں۔ آپ کی رمی کے واقعات

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

روایت کرتے ہوئے ام حصین کہتی ہیں، بلال آپ کی اونٹنی کی مہار تھامے ہوئے تھے۔اسامہ بن زید آپ پر کپڑا تان کر سایہ کیے ہوئے تھے۔جمرۂ عقبہ کو کنکر مارنے کے بعد آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

حبشہ (Ethiopia) کے شاہ نجاشی نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تین نیزے تحفے کے طور پر بھیجے۔ایک نیزہ آپ نے اپنے پاس رکھا،ایک سیدنا علی اور ایک سیدنا عمر کو دے دیا تھا۔عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نمازیں آپ کھلے میدان میں پڑھاتے تھے، جب عید کے میدان کی طرف روانہ ہوتے تو بلال آپ والا نیزہ اٹھا کر آپ کے آگے آگے چلتے۔دوگانہ ادا کرنے سے پہلے بلال اسے آپ کے مصلی کے آگے گاڑ کر سترہ بنا دیتے۔آپ نے نماز استسقا ادا فرمائی تو بھی بلال نے یہ نیزہ اٹھایا اور اسے سترے کے طور پر استعمال کیا۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے نواح میں ابطح کے مقام پر عصر کی نماز پڑھائی، تب بھی بلال نے اذان کے بعد آپ کے سامنے نیزہ گاڑا اور پھر اقامت کہی۔اسی موقع کا واقعہ ہے کہ بلال نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا وضو کا (بچا ہوا) پانی پکڑا تو صحابہ اس کی طرف لپکے۔جسے کچھ پانی مل گیا، اس نے جسم پر مل لیا اور جسے نہ مل سکا، اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری حاصل کر لی۔عہد صدیقی میں بھی بلال ہی نیزہ برداری کرتے رہے تاہم حضرت عمر اور حضرت عثمان کے عہد ہائے حکومت میں سعد قرظ (سعد بن عائذ جو قرظ یعنی کیکر کا کاروبار کرتے تھے) نے یہ فریضہ انجام دیا۔ابن سعد اپنے دور کا حال بیان کرتے ہیں، آج کل عید کے موقعوں پر امرا کے جلوس کے آگے اٹھائے جانا والا نیزہ یہی ہے۔

ایک عید کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال ہوا کہ آپ عورتوں کو خطبہ سنا نہیں پائے چنانچہ آپ بلال کو لے کر عیدگاہ کے زنانہ حصے کی طرف آئے، بلال نے ہاتھ پر ٹیک لگائی اور عورتوں کو (دوبارہ) وعظ فرمایا اور صدقہ کرنے کا حکم دیا۔عورتیں اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں پھینکنے لگیں اور بلال اپنے کپڑے کے کونے میں لپیٹنے لگے۔

ایک دفعہ انصار کے قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے مابین لڑائی جھگڑا ہو گیا۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو ظہر کی نماز پڑھا کر قبا تشریف لے گئے۔آپ کو وہاں دیر ہو گئی اور عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔بلال نے اذان دے کر سیدنا ابوبکر سے کہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رکنا پڑ گیا ہے، آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں گے؟ انھوں نے کہا، ہاں۔تب بلال نے اقامت کہی اور سیدنا ابوبکر سجادۂ امامت پر کھڑے ہو گئے۔نماز جاری تھی کہ آپ واپس لوٹ آئے اور صفوں کے بیچ میں سے گزرتے ہوئے پہلی صف تک پہنچ گئے۔سیدنا ابوبکر نماز پڑھانے میں اتنے مگن تھے کہ انھیں پتا نہ چلا، مقتدیوں نے بار بار تالیاں بجائیں تو وہ پیچھے ہٹے اور آپ نے نماز مکمل کرائی۔فارغ ہونے کے آپ نے صحابہ کو تالیاں بجانے سے منع فرمایا اور کہا، جسے دوران نماز میں کوئی شبہ پیش آ جائے تو سبحان اللہ کہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

زینب بنت معاویہ اپنے شوہر عبداللہ بن مسعود اور اپنے یتیم بھانجوں اور بھتیجوں پر انفاق کرتی تھیں جو ان کی پرورش میں تھے۔ وہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنے آئیں، آیا یہ انفاق درست ہے؟ آپ کے ہاں ایک انصاریہ کھڑی تھیں، انھیں بھی ایسا ہی سوال درپیش تھا۔ بلال ان کے پاس سے گزرے تو انھوں نے ان سے درخواست کی کہ اس سوال کا جواب پوچھ کر بتائیں۔ آپ نے فرمایا، زینب کو دہرا اجر ملے گا، ایک حق قرابت ادا کرنے کا اور دوسرا صدقہ دینے کا۔

ایک بار بلال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجور کی عمدہ قسم برنی لے کر آئے۔ آپ نے پوچھا، یہ کہاں سے آئی؟ انھوں نے بتایا، میرے پاس ہلکی کھجور تھی، میں نے اس کے دو صاع دے کر بدلے میں اس کا ایک صاع لے لیا تاکہ آپ کو کھلاؤں۔ آپ نے فرمایا، اوہ! اوہ! یہ تو عین سود ہے، بالکل ہی سود ہے۔ ایسا ہرگز نہ کرنا۔ جب تم کھجور خریدنا (یعنی اس کا تبادلہ کرنا) چاہو تو اسے بیچ کر اناج کی کوئی اور جنس لے لو پھر اس کے بدلے میں وہ کھجور لے لو جو تمھیں چاہیے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آیا۔ آپ کا مرض شدید ہو چکا تھا جب بلال نماز کے لیے کہنے آئے۔ آپ نے فرمایا، ابوبکر کو کہو، لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ آپ کی وفات ہو چکی تھی، ابھی تدفین نہ ہوئی تھی کہ بلال اذان کے لیے کھڑے ہوئے۔ انھوں نے ''اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ'' پکارا تو مسجد میں موجود صحابہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ تدفین کے بعد سیدنا ابوبکر نے اذان دینے کو کہا تو بلال نے جواب دیا، اگر آپ نے مجھے اس لیے آزاد کیا تھا کہ میں آپ کی بات مانتا رہوں تب تو ٹھیک ہے لیکن اگر آپ کا آزاد کرنا اللہ کی خاطر تھا تو معاملہ میرے اور اللہ کے بیچ رہنے دیں۔ حضرت ابوبکر یہ کہہ کر خاموش ہو گئے، میں نے تو تمھیں اللہ کی رضا جوئی کے لیے آزاد کیا تھا۔ بلال نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں کسی کے لیے اذان نہ دوں گا۔

نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد سیدنا بلال حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہا، یا خلیفۃ رسول اللہ! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ''مومن کا بہترین عمل اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔'' سیدنا ابوبکر نے پوچھا، بلال! تم کیا چاہتے ہو؟ انھوں نے، میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے سرحدوں پر جانا چاہتا ہوں۔ حضرت ابوبکر نے کہا، بلال! میں تمھیں اللہ کا اور اپنے اس احترام اور حق کا واسطہ دے کر کہتا ہوں جو تمھارے دل میں ہے، میں بوڑھا اور کم زور ہو گیا ہوں اور میری عمر تھوڑی رہ گئی ہے، تم شہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ جاؤ۔ چنانچہ وہ مدینہ ہی میں مقیم رہے۔ خلیفۂ اول کی وفات کے بعد وہ سیدنا عمر کے پاس آئے اور وہی بات

کہی۔ حضرت عمر نے بھی وہی جواب دیا تو بلال نے جانے پر اصرار کیا۔ سیدنا عمر نے پوچھا، تو میں اذان کا فریضہ کسے سونپوں؟ انھوں نے کہا، سعد قرظ کو، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی اذان دے چکے ہیں۔ سعید بن مسیّب کی روایت کے مطابق بلال عہد صدیقی ہی میں شام چلے گئے تھے۔ سیدنا ابوبکر نے شام کو جانے والے جس دستے کا سربراہ معاویہ بن ابوسفیان کو مقرر کیا تھا، بلال اس میں شامل تھے۔

حضرت بلال نے حمص کی پہلی جنگ (۱۵ھ) میں شرکت کی۔ حمص فتح ہونے کے بعد کمانڈر ان چیف ابوعبیدہ نے سمط بن اسود کو بنومعاویہ، اشعث بن مئناس کو سکون اور مقداد کو بلیّ بھیج دیا۔ بلال اور خالد فوج میں رہے۔

۱۷ھ کے اواخر میں بیت المقدس اور رملہ (رام اللہ) کے بیچ واقع عمواس نامی بستی میں طاعون کی وبا پھوٹی اور شام و عراق کے سارے علاقے میں پھیل گئی۔ مجموعی طور پر اس نے ۲۵ ہزار مسلمانوں کی جان لے لی۔ وبا ختم ہوئی تو حضرت عمر شام پہنچے، انھوں نے حمص، دمشق اور شام کے انتظامی معاملات نمٹائے اور وبا میں وفات پانے والوں کے میراث کے مسائل سلجھائے۔ پھر وہ جابیہ پہنچے، بلال ان کے ساتھ تھے۔ ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو لوگوں نے اصرار کیا، بلال اذان دیں۔ کئی سالوں کے بعد بلال کی آواز بلند ہوئی تو سیدنا عمر، وہاں پر موجود صحابہ اور حاضرین ہچکیاں لے کر رونے لگے، خود بلال کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ شام کی سرزمین میں بیت المقدس کے قریب بلال کی یہ پہلی اور آخری اذان تھی۔ ۱۷ھ ہی میں سیدنا عمر نے خالد بن ولید سے قنسرین کی کمان واپس لینے کا حکم دیا۔ ان پر ایک قصیدہ گو اشعث بن قیس کو ۱۰ ہزار درہم انعام میں دینے کا الزام تھا۔ ابوعبیدہ نے یہ فرمان ملنے کے بعد لوگوں کو مسجد میں جمع کر لیا، خود منبر پر بیٹھ گئے اور خالد کو اپنے سامنے کھڑا کر لیا۔ فرمان کے الفاظ کی پیروی کرتے ہوئے بلال نے خالد کا عمامہ کھولا، وہ ٹوپی اتاری جس پر عمامہ بندھا تھا پھر عمامے کا طوق بنا کر خالد کے گلے میں ڈال دیا۔ بلال نے خالد کے تمام مال کو دو حصوں میں بانٹ کر آدھا ان سے لے لیا۔ جوتا تقسیم ہونے سے رہ گیا تو ابوعبیدہ نے کہا، یوں نہیں، ایک پاؤں خالد کے پاس رہنے دو اور دوسرا ضبط کر لو۔ کاروائی مکمل ہونے کے بعد ابوعبیدہ نے منبر سے اتر کر خالد سے معذرت کی اور کہا، یہ سب امتثال امر امیر المومنین میں تھا۔

قیام شام کے دوران ہی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلال کے خواب میں آئے اور فرمایا، بلال! یہ دوری کیسی؟ کیا وقت نہیں آیا کہ تم ہماری زیارت کو آؤ؟ چنانچہ بلال مدینہ آئے اور آپ کی قبر پر بیٹھ کر زار و قطار روتے رہے۔ حسنین آئے تو بلال ان سے لپٹتے اور انھیں چومتے رہے۔ ایک روایت کے مطابق انھوں نے ان دونوں کی خواہش پر فجر کی اذان بھی دی لیکن پوری نہ کر پائے۔

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org
.com

عبداللہ ہوزنی کہتے ہیں، حلب (شام) میں حضرت بلال سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے رسول اکرم کے انفاق کے بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے بتایا، آپ کے پاس جب کوئی مسلمان آتا اور آپ دیکھتے کہ اس کے پاس پہننے کو کپڑے نہیں یا کھانے کو کچھ نہیں تو مجھے قرض لے کر اس کے کپڑوں اور خوراک کا بندوبست کرنے کا حکم ارشاد کرتے۔ ایک بار مجھے ایک مشرک ملا اور کہا، میرے پاس بہت مال ہے مجھ سے قرض لے لیا کرو۔ میں نے اس سے ادھار پکڑ لیا۔ کچھ عرصہ گزرا، میں وضو کر کے اذان دینے لگا تھا کہ وہی مشرک چند تاجروں کو لے کر آ گیا اور سخت لہجے میں رقم کا مطالبہ کیا جس کی واپسی کی مدت میں چار روز رہتے تھے۔ اس نے کہا، میں نے تو صرف اس لیے تمھیں قرض دیا تھا کہ تم میری غلامی میں آ جاؤ اور میں تمھیں اپنی بکریاں چرانے کا کام سونپ دوں۔ نماز کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان مسلمانوں سے سوال کرنے کی اجازت مانگی جو خوش حال تھے۔ فجر سے پہلے میں اس غرض سے گھر سے نکلا ہی تھا کہ ایک شخص سامان سے لدے ہوئے چار اونٹ لیے کھڑا مل گیا۔ آپ کو اطلاع کی تو فرمایا، یہ تمھارے قرض کی ادائی ہے۔ میں نے سامان اتار کر فجر کی اذان دی۔ نماز کے بعد بقیع پہنچا اور اعلان کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ جس کا بھی کوئی قرض ہے، لے لے۔ چند لمحوں میں آپ کا تمام دین ادا ہو گیا، ڈیڑھ یا دو اوقیہ (دینار، اشرفیاں) میرے پاس بچ گئے۔ میں پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا، میں انتظار کروں گا کہ تم ان دیناروں سے بھی میرا پیچھا چھڑا دو۔ اگلے روز دو مسافر آئے تو میں ان کے کھانے پینے اور کپڑے لتے کا انتظام کرنے میں انھیں صرف کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کی تو فرمایا، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اس حال میں موت نہیں دی کہ دو دینار بھی پاس ہوتے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

بلال کا رنگ گہرا گندمی (سیاہ) تھا۔ ان کا قد لمبا تھا، لاغر ہونے کی وجہ سے جسم کسی قدر خمیدہ تھا۔ سر کے بال گھنے اور کھچڑی تھے جن پر وہ کوئی رنگ نہ لگاتے تھے۔ رخسار ہلکے اور کم زور تھے۔ تمام مؤرخین کہتے ہیں، بلال کی کوئی اولاد نہ ہوئی تاہم ابن اثیر نے ۵۱۹ھ میں سمرقند میں وفات پانے والے ہلال بن عبدالرحمان کو بلال کی اولاد (نسل) میں سے بتایا ہے۔ بلال کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ دوسری روایات میں ابوعبدالکریم یا ابوعبدالرحمان کو ان کی کنیت بتایا گیا ہے۔ بلال کے بھائی کا نام خالد اور بہن کا غفرہ تھا۔ مکہ میں جنم لینے اور اسی شہر میں اپنے شب و روز بسر کرنے کا اثر تھا کہ بلال فصیح عربی بولتے تھے۔ ابن کثیر کہتے ہیں، یہ غلط ہے کہ وہ شین نہ بول سکتے تھے۔ یہ خیال ان سین بلال عند اللّٰہ شیناً والی روایت کی بنیاد پر کیا گیا ہے جو قطعاً بے اصل ہے۔

بلال کی شادی بنوزہرہ کی ایک عرب عورت سے ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ابوبکیر کی بیٹی سے ان کا

رشتہ طے فرمایا۔ابو بکیر کے بیٹے آپ کے پاس آئے اور کہا، ہماری فلاں بہن کی شادی کرادیں۔آپ نے فرمایا، تمھارا بلال کے بارے میں کیا خیال ہے؟انھوں نے جواب نہ دیا اور چلے گئے۔کچھ عرصہ کے بعد پھر آئے اور کہا، ہماری فلاں بہن کا نکاح کرادیں۔آپ ے فرمایا،تم بلال سے اعراض کیوں کر رہے ہو؟اب بھی انھوں نے یہ رشتہ طے نہ کیا اور تیسری بار پھر آئے اور اپنی درخواست پیش کی۔آپ نے فرمایا،تم بلال کا رشتہ کیوں چھوڑ رہے؟ایک جنتی شخص سے روگردانی کیوں کر رہے ہو؟ تب انھوں نے یہ رشتہ مان لیا۔ بلال نے اپنے اور اپنے بھائی کے لیے ایک یمنی (یا خولانی) گھرانے میں رشتے کا پیغام بھیجا اور کہا، میں بلال ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ہم دونوں حبشی غلام اور گم راہ تھے۔اللہ نے اسلام کی طرف ہماری راہ نمائی کی اور ہمیں آزاد کیا۔آپ اگر اپنی بیٹیاں ہمارے نکاح میں دے دیں تو الحمدللہ، اگر انکار کر دیں تو اللہ اکبر۔دونوں کی وہاں شادی ہوگئی، بلال کی بیوی کا نام ہند خولانی تھا۔بلال ؓ کے ایک بھائی نے جوخود کو عربی کہلاتا تھا ایک عرب عورت سے شادی کی بات کی۔اس کے اہل خانہ نے کہا، اگر بلال آجائیں تو ہم یہ رشتہ دے دیں گے۔بلال آئے، تشہد پڑھا اور کہا، میں بلال بن رباح ہوں، یہ میرا بھائی ہے اور اخلاق و عادات میں سخت درشت ہے۔اگر آپ اس سے بیٹی بیاہنا چاہتے ہیں تو بیاہ دیں اور اگر اس کا رشتہ چھوڑنا چاہتے ہیں تو چھوڑ سکتے ہیں۔وہ بلال کی راست گوئی سے بہت متاثر ہوئے اور کہا، جس کا بھائی ایسا ہو، ہم اس سے ضرور ناتا جوڑیں گے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت بلال بہت صاحب فضیلت تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے،''بلال حبشہ کے سبقت کرنے والے ہیں۔''یعنی حبشہ کے باشندگان میں سے انھوں ہی نے ایمان واسلام کی طرف سبقت کی۔آپ نے ان کے جنتی ہونے کی شہادت بھی دی، ایک بار بلال سے فرمایا، میں جنت پہنچا تو اپنے آگے آگے تمھارے جوتوں کی چاپ سنی، اپنا کیا ہوا ایسا عمل بتاؤ جس کے مقبول ہونے کی تمھیں بہت امید ہو۔انھوں نے جواب دیا، میں ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔وضو ٹوٹ جاتا ہے تو دوبارہ کر لیتا ہوں اور جب بھی وضو کرتا ہوں، دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھنا لازم سمجھتا ہوں۔آپ نے فرمایا، ہاں یہی عمل اتنے بلند مرتبے تک پہنچا سکتا ہے۔حضرت عمر ہمیشہ انھیں سیدی بلال کہہ کر پکارتے اور کہتے، سیدنا ابوبکر ہمارے سردار ہیں، انھوں نے ہمارے سردار بلال کو آزاد کیا۔ بعثت کے بالکل ابتدائی زمانے میں عمرو بن عبسہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات جاننے کے لیے مکہ پہنچے، آپ سے ان کی ملاقات سوق عکاظ میں ہوئی۔انھوں نے پوچھا، آپ کو اللہ نے کیا پیغام دے کر بھیجا ہے؟ فرمایا، صلۂ رحمی کرنا، بت شکنی کرنا اور شرک سے پاک ہو کر اللہ واحد کی عبادت کرنا۔عمرو نے پوچھا، اس مقصد میں کس نے آپ کا ساتھ

دیا؟ جواب فرمایا، ایک آزاد (ابوبکر) اور ایک غلام (بلال) نے۔ اس جلالت قدر کے باوجود بلال بہت منکسر المزاج تھے۔ لوگ ان کے پاس آکر ان کے فضائل بیان کرتے اور اللہ کے ہاں ان کے مرتبہ و مقام کو سراہتے تو جواب دیتے، میں تو بس ایک حبشی ہوں، کل تک غلام تھا۔ ایک سیاہ فام نے سعید بن مسیّب کے آگے دست سوال دراز کیا تو انھوں نے کہا، کالا ہونے کی وجہ سے افسردہ نہ ہو جاؤ۔ بہترین انسانوں میں سے تین سیاہ فام تھے، بلال، عمر کے آزاد کردہ غلام مہجع اور بڑے بڑے ہونٹوں والے سیاہ فام حکیم لقمان جو سوڈان سے تعلق رکھتے تھے۔

ابتدائے اسلام میں حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے کے سرکشوں کی طرح کفار قریش نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ عمار، صہیب، بلال، خباب اور عبداللہ بن مسعود کی طرح کے غریب مسلمانوں کو اپنے پاس نہ آنے دیں۔ اسلام کو غلبہ حاصل ہوا اور لوگ جوق در جوق دین میں داخل ہونے لگے تو یہ تقاضا عرب کے نومسلم سرداروں نے کیا۔ بنوتمیم کے سردار اقرع بن حابس اور بنوفزارہ کے عیینہ بن حصن مدینہ آئے تو دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انھی چاروں مخلص مسلمانوں کے ساتھ تشریف فرما ہیں، چند اور غربا بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کو حقارت سے دیکھنے کے بعد وہ آپ کو علیحدہ لے گئے اور فرمائش کی کہ ہمارے مرتبے کے مطابق ہمارے لیے الگ نشست مقرر کی جائے۔ اگر عرب کے مختلف اطراف سے آنے والے وفود نے ہمیں ان کے ساتھ بیٹھے دیکھ لیا تو عار کی بات ہوگی۔ یہ اتنا اہم معاملہ تھا کہ اللہ کی طرف سے فوراً وحی نازل ہوئی؛ 'وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُم بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُط مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَّ مَامِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ اے نبی! ان اہل ایمان کو نہ دھتکاریے جو اپنے رب کو اس کی خوشنودی چاہنے کے لیے صبح و شام پکارتے ہیں۔ ان کے حساب میں سے آپ پر کوئی بار نہیں، نہ آپ کے حساب میں سے ان کے ذمہ کچھ آئے گا۔ ایسا نہ ہو کہ آپ ان کو دھتکاریں اور ظالموں میں شامل ہو جائیں۔ (نسا:۵۲) سورۂ کہف آیت:۲۸ میں یہی مضمون دوسرے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ (ابن ماجہ:۴۱۲۷)

بلال نے ۲۰ھ (۶۴۲ء) میں دمشق میں وفات پائی۔ انھیں باب صغیر کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ ابن کثیر کہتے ہیں، بلال شام کے قصبے داریّا میں فوت ہوئے اور وہیں ان کی تدفین ہوئی۔ ان کا کہنا ہے، دمشق کے باب صغیر میں بلال کے نام سے مشہور قبر بلال بن حمامہ کی نہیں بلکہ بلال بن ابوالدردا کی ہے جو دمشق کے گورنر اور قاضی رہے۔ ان کا سن وفات ۹۳ھ ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق ان کا جسد داریا سے دمشق لایا گیا اور باب کیسان میں دفنایا گیا۔ ۱۸ھ میں طاعون عمواس میں بلال نے وفات پانے کی روایت درست نہیں۔ بلال کی عمر ۶۳ برس ہوئی۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

شعیب بن طلحہ کہتے ہیں، بلال میرے جد حضرت ابوبکر کے ہم عمر تھے۔

بلال سے مروی احادیث کی تعداد ۴۴ ہے۔ان میں سے ۴ صحیحین میں، ۲ بخاری میں اور ایک متفق علیہ ہے۔ بلال نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی جب کہ ان سے روایت کرنے والوں میں شامل ہیں: ابوبکر، عمر، اسامہ بن زید، عبداللہ بن عمر، کعب بن عجرہ، براابن عازب، اسود بن یزید، ابوعثمان نہدی، سعید بن مسیّب، عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ، قیس بن ابی حازم، ابوعبداللہ صنابحی، نُعَیم بن زیاد، ابوادریس خولانی، قبیصہ بن ذؤیب، حکم بن مینا، حارث بن معاویہ، شہر بن حوشب اور شداد۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویہ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الجامع المسند الصحیح (بخاری)، المسند الصحیح المختصر من السنن (مسلم، شرکۃ دارالارقم)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (ابن اثیر)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، البدایہ والنہایہ (ابن کثیر)، فتح الباری (ابن حجر)، تاریخ ابن خلدون، سیرت النبیؐ (شبلی نعمانی)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (مقالہ:W.Arafat)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com